مولانا بلال الحق مکی

مدرس جامعہ حقانیہ

ایک جامع الکمالات شخصیت

محدث کبیر شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کے تلمیذ خاص خادم سفر وحضر شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق مدظلہ شیخ الحدیث مولانا انور الحق مدظلہ اور شیخ التفسیر مولانا عبدالحلیم دیربابا جی کے رفیق اور یار غار، قافلہ جہاد کے نڈر سپاہی ،درویش خدامست، مرد قلندر استادی واستاد العلماء شیخ التفسیر والحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ المدنیؒ بھی طویل علالت کے بعد بالآخر انتقال فرماگئے فانا للّٰہ وانا الیہ راجعون

چراغ لاکھ ہیں مگر کسی کے اٹھتی ہی
برائے نام بھی محفل میں روشنی نہ رہی

جنازہ میں لاکھوں افراد کی شرکت

شیخ الحدیث مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہؒ عوام وخواص میں یکساں مقبول تھے ان کے نماز جنازہ میں مخلوقِ خدا امڈ آئی ،لاکھوں کی تعداد میں علماء طلبہ فضلاء حقانیہ اور عوام نے شرکت کی آپ کے جنازے کے بارے میں عم محترم شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق مدظلہ نے فرمایا تھا کہ ضیاء الحق کے جنازہ سے بڑا جنازہ ہے روزنامہ امت کراچی کے مطابق پاکستان کی تاریخ کا سب سے بڑا جنازہ ہے، جنازہ کے بعد چار گھنٹے تک جی ٹی روڈ ٹریفک کے لئے بند رہا کیمرہ بھی اس مجمع کی مجموعی تصویر بنانے سے قاصر تھی جتنی بھی تصویریں لی گئی وہ صرف اور صرف اطراف کی ہے امام احمد بن حنبلؒ نے سچ فرمایا تھا کہ بیننا وبین اھل البدع یوم الجنائز ہمارے اور باطل پرستوں کے درمیان فیصلہ جنازہ کے دن ہوتا ہے۔

حلم وتدبر اور بردباری

محدث کبیر شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کے ہمہ جہتی ممتاز اوصاف جسے شیخ الحدیث مولانا سید شیر علی شاہ المدنیؒ نے اپنے اندر کامل طریقے سے اپنا لئے تھے ان میں ایک خاص وصف ان کا حلم وتدبر اور بردباری تھی ،حضرت شیخ کے یہاں یہ وصف دیگر اوصاف کی طرح پوری طرح موجود تھا ناگوارترین حالات میں بھی یہ وصف ان کی ذات سے چند لمحوں کیلئے بھی جدا ہوتے نہیں دیکھا زبان کو کبھی بھی کسی کی تضحیک ،اہانت اور تحقیر کیلئے استعمال نہیں فرمایا

سنجیدہ اور پورے عالمانہ شان کے ساتھ ان کے مجالس آباد رہے وہ گفتگو فرماتے تو ہر آدمی ہمہ تن گوش ہوتا جب وہ علمی مسائل پر گوہر افشانی کرتے تو ایک بجلی سی کوندجاتی ایک شعلہ سا لپک پڑتا لمحوں میں زمین سے آسمان کا سفر طے ہوجاتا عموماً عصر کے بعد ان کی مجلس کا رنگ ایسا ہی ہوتا علماء طلبہ اور دور دراز سے آنے والے متعلقین وتلامذہ سے کبھی خود ہم کلام ہوتے اور کبھی ان کے مسائل کا جواب دیتے بعض بے ڈنگ قسم کے سوالات پر ہلکا سا تبسم فرماتے اور جواب بھی دیتے مگر کبھی غصہ نہ ہوتے حلم وبردباری کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دیتے۔

درس وتدریس

حضرت شیخؒ کا انداز تدریس تھی جدا گانہ اور منفرد تھا غبی سے غبی طالب علم بھی ان کے سبق کو سمجھتا ان کے سبق میں روانی تسلسل، شائستگی اور نکتہ آفرینیوں نے اسے سب سے ممتاز مقام عطا کیا تھا پورے انہماک اور استغراق کے ساتھ متعلقہ اسباق کی تکمیل ان کی عادت ثانیہ تھی عربی میں درس دیتے تو یہاں بھی وہی معاملہ تھا کمزور سے کمزور طالب علم ان کے عربی درس سمجھتا تھا۔

خاندان حقانیہ سے محبت

حضرت شیخؒ کو اپنے استاد محدث کبیر شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ اور ان کے اولاد واحفاد عم محترم شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق دامت برکاتہم والد مکرم شیخ الحدیث مولانا انوار الحق مدظلہ، عمزادہ مولانا حامد الحق حقانی برادر کبیر مولانا سلمان الحق مولانا راشد الحق، مولانا عرفان الحق، مولانا لقمان الحق ، اور خود احقر راقم سے بے انتہا محبت وشفقت فرماتے والد مکرم مولانا انوار الحق کے ساتھ کئی مرتبہ بے تکلف گفتگو اور محبت کرتے دیکھا۔

مرض الوفات میں آخری خط بھی خاندان حقانی کے فرد فرید کے نام لکھا، بہر حال! وہ آخر تک خاندان حقانی سے وفا کرتے رہے، خاندان حقانی بھی انہیں اپنے گھر ہی کا فرد سمجھتے رہے، اپنے استادزادوں سے شفقت ومحبت اور ادب واحترام سمٹ کر ان کے مجسمہ میں ڈھل گئے ہیں ......

ع اب انہیں ڈھونڈ چراغ رخ زیبا لے کر

بہر حال! اس مختصر مضمون میں حضرت شیخؒ کی کس کس ادا کو بیان کیا جائے، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت شیخؒ کے درجات بلند فرمائے اور ان کے برکات سے ہمیں سرفراز فرمائے۔